پروفیسر محمد حمزہ نعیم

امیر المؤمنین، خلیفۂ راشد سیدنا علی رضی اللہ عنہ

خلیفہ راشد سیدنا علی بن ابی طالب سابقون الاوّلون میں سے تھے، مہاجرین میں سے تھے، غزوہ حدیبیہ میں بیعت علی الموت کرنے والوں میں سے تھے، غزوہ بدر کے غازیوں میں سے تھے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان بنی عبد مناف میں سے تھے، بلکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے اور دامادِ رسول تھے۔ درجنوں آیات و احادیث میں ان کے فضائل موجود ہیں تاہم آج کی نشست میں ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اپنے وقت میں اَحقّ بالخلافت تھے یعنی صدیق و فاروق اور غنی رضی اللہ عنہم کے بعد سب سے زیادہ حق دار خلافت:...... لیجیے چند پہلو پیشِ خدمت ہیں۔

(۱)　سیدنا علی کے مقابل کسی نے خلافت کا دعویٰ نہیں کیا۔ سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدنا امیر معاویہ اور اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ اور ان کے ہمراہ دیگر اصحاب رسول رضی اللہ عنہم قصاصِ عثمان رضی اللہ عنہ کے مدعی تھے۔ کسی متبادل خلافت کے داعی نہ تھے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی پرانی پوزیشن یعنی گورنر شام کے عہدے پر قائم تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: ''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل اور باغی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج سے نکل جائیں تو میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والا پہلا شخص ہوں گا۔ اس طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ تنہا منصبِ خلافت پر تھے کوئی دوسرا مدعی نہ تھا۔ لہٰذا آنجناب ہی اَحقّ بالخلافت تھے۔

(۲)　چوٹی کے اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا مگر مقابل بھی نہ آئے۔ ان حضرات میں حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت زید بن ثابت، حضرت صہیب رومی، حضرت سلمہ بن اَکوع، حضرت محمد بن مسلمہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم جیسے درجنوں اصحابِ عقل و خرد اور اصحابِ عزیمت تھے۔ ان حضرات کو القاعدین (یعنی بیٹھ رہنے والے) کا نام دیا گیا۔ مگر '' كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى''، کسی نے بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں خلافت کی طلب نہ کی تھی۔

(طبقات ابن سعد وغیرہ، سیرۃ علی مرتضٰی از مولانا محمد نافع)

(۳)　خلیفۂ راشد سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی فراست کا انکار دشمن بھی نہیں کر سکتا۔ وہ جب بھی کسی ضرورت سے دار الخلافت مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لے گئے تو مدینہ میں قائم مقام خلیفۃ المسلمین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بنا کر گئے۔ کم از کم تین بار قائم مقام بنایا اور ایک بار نجران کے علاقے کا گورنر بھی بنایا۔ ہمیشہ خلفاءِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے مشیرِ اعظم رہے۔

(۴)　سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ہی ابولؤلؤ مجوسی کے ہاتھوں زخمی ہونے کے بعد عشرہ مبشرہ میں سے چھے حضرات کو اپنے بعد خلافت کے لیے نامزد کیا۔ اس چھے رکنی کمیٹی میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا نامِ نامی بھی شامل تھا۔

(۵)　چھے اصحابِ رسول کی خلافت کمیٹی کے باہمی مشورے سے یہ طے پایا کہ تین حضرات اپنا حقِ انتخاب بقیہ تین کے حوالے کر کے ان کے حق میں دست بردار ہو جائیں۔ ان تین منتخب حضرات میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی تھے جن کے حق میں ان کے پھوپھی زاد بھائی حواریٔ رسول سیدنا زبیر بن عوّام دست بردار ہوئے تھے۔ گویا انھوں نے رائے دی کہ ان کے نزدیک احق بالخلافت سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

(۶)　بیعت عثمان سے پہلے سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنا حق انتخاب بھی چھوڑ دیا اور اب ان کو دو میں سے ایک یعنی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ یا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا انتخاب کرنا تھا، اب گویا احقّ بالخلافت دو رہ گئے تھے۔ بقول سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کوئی بھی دو لوگ ایسے نہ تھے جو کسی دوسرے کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے برتر جانتے ہوں۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اگر آپ کو خلیفہ نہ بنایا جائے تو آپ کی رائے میں احقّ بالخلافت کون ہے؟ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں اس قابل نہ سمجھا جاؤں تو بلاشبہ احقّ بالخلافت سیدنا علی رضی اللہ ہیں۔

(۷)　جنگ صفین میں نصرانی بادشاہ نے موقع غنیمت جانا اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو مدد کی پیشکش کی۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کے بھیجے گئے خط کی پشت پر لکھا ''اے لعین! تو ہم دو بھائیوں کے اختلاف سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ یاد رکھ تو نے اگر کوئی غلط قدم اٹھایا تو میں اپنے ابن عم علی سے صلح کر لوں گا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر سے پہلا تیر جو تجھ پر آئے گا وہ معاویہ کا ہوگا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس عمل سے بھی ثابت ہوا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ احقّ بالخلافت تھے۔

(۸)　سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری بیعت زیادہ تر ان لوگوں نے کی ہے جنھوں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت تھی۔ اس تسلسل میں اور آیت استخلاف (ایک دوسرے کے معاً بعد آنا) میں ہمیں اپنے دور میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی خلافت کی دستار سجائے نظر آتے ہیں۔ خلفاءِ ثلاثہ ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ متصل خلیفہ کوئی نہیں ہوا۔ نہ اس دور میں کوئی استخلاف کا دعویدار تھا لہٰذا اب اس دور میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی احق بالخلافت تھے۔

(۹)　جن اصحاب کا اُن سے اختلاف تھا وہ بھی بعض شرائط (مثلاً قصاص عثمان وغیرہ) کے ساتھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مانتے تھے۔

(۱۰)　سوادِ اعظم اہل سنت کی اکثریت خیر القرون سے آج تک سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حقِ خلافت کو تسلیم کرتی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنے دور میں احقّ بالخلافت تھے۔

❄......❄......❄